مستشرقین: ایڈورڈ سعید اور اقبال کا نقطۂ نظر

ڈاکٹر محمد آصف*

Abstract:
In spite of Benefiting from the knowledge and learning of orientalists, Iqbal like Edward Saeed knew about the purposes of imperialism. Not only this, Iqbal also grasped the reality of that "discourse" which has been exposed by Edward Saeed. This branch of knowledge of the west is a weapon of western imperialistic extentionalism which has played an important role to distort Islam and Islamic orientalistic spirit. It is necessary for oriental nations to reject this imperialistic ideology and try to discover their own past themselves. Orientalists prove the west superior to the east. Muslim should negate this attitude of orientalism and by adopting the way of self-discovery should understand and make others to understand their past and culture.

اسلام کی حقیقی روح مسخ کرنے، عالمِ اسلام میں احساسِ کمتری پیدا کرنے اور اسلام و مغربی تہذیبوں میں بُعد پیدا کرنے میں مستشرقین کی ''خدمات'' سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جنہوں نے اپنے ڈسکورس (Discourse) کے ذریعے مسلمان کو مغرب کا انحصاری بن کر رہنا سکھایا۔ ایڈورڈ سعید (Edward Said / ۱۹۳۵ء۔۲۰۰۳ء) نے اِس ڈسکورس اور اورینٹلزم (Orientalism) کا تجزیہ کیا ہے جس کی مدد سے مغرب نے ''مشرق'' کی اپنے حسب منشا تشکیل کی۔ ایڈورڈ سعید نے ''اسلامی مشرق'' پر زیادہ توجہ مرکوز کی ہے۔(۱) ایڈورڈ سعید کے مطابق شرق شناسی یا استشراق (Orientalism) کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ مغرب برتر و افضل ہے اور مشرق پسماندہ، منفعل، غیر متحرک، انفعالی اور آمرانہ مزاج کا حامل ہے۔(۲) استشراق یا شرق شناسی ایک باقاعدہ نظریاتی کام (علم) ہے جس کو باضابطہ طور پر منصوبہ بندی کے تحت شروع کیا گیا جس میں نسل در نسل سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ یہ نہ صرف سامراجی نوآبادیات کو محکوم رکھنے اور توسیع پسندی کی پالیسیوں کو مستحکم کرنے کے لیے وجود میں لایا گیا ہے(۳) بلکہ اِس سے یورپی تمدن کے اعلیٰ اور برتر ہونے کا خیال (۴) اور مشرق کا تصور مغرب کے شعور کے مطابق عوام الناس تک پہنچانے کا مشن ترتیب دیا گیا ہے۔ اِس تصور کی علمی و تحقیقی بنیاد کم و بیش صرف اور صرف (نام نہاد) اعلیٰ درجے کے مغربی شعور پر ہے(۵) اس طرح شرق شناسی کے نتائج عام تمدن میں سرایت کر گئے ہیں(۶) اسی ثقافتی بالادستی اور حلقۂ اثر کے تحت اورینٹل ازم کو استحکام ہوا۔ جس میں اس بات پر بے

* اُستاد شعبہء اُردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

حد زور دیا جاتا ہے کہ مشرق کی پسماندگی کے مقابلے میں مغرب کا تمدن اعلیٰ تر ہے اور اس میں مشرق پر حاوی ہونے کی خواہش بھی کارفرما ہے(۷) ہر مستشرق اوّلاً یورپی ہے یا امریکی اور بحیثیت ایک اجنبی کے مشرق پر کام کر رہا ہے۔ اسے احساس ہے کہ وہ ایسی طاقت کا کارکن ہے جس کے مفادات مشرق سے وابستہ ہیں اور وہ مشرق کے ماحول کی بجائے مکمل طور پر اپنے ماحول سے مربوط ہے(۸) جدید ترقیات نے اس علمی و تصوراتی ابلیسیت (مشرق شناسی) کی گرفت ''پراسرار مشرق'' پر اور بھی سخت کر دی ہے اور اس میں ابلاغ کے تمام ذرائع (بشمول ٹی۔وی، فلم، اطلاعات کے نظام، برقیات کا اسلحہ وغیرہ) اس کے مددگار ہیں(۹) چنانچہ اب امریکہ میں بھی انتہائی منظّم انداز میں وہی یورپی طرزِ فکر کی حامل شرق شناسی رائج ہے۔(۱۰)

اس اورینٹل ازم کا روّیہ اسلام کے بارے میں کیا ہے؟ ایڈورڈ سعید کے نزدیک سادگی پسند اسلام اور عربوں کے بارے میں سادہ سے تصور کو بہت زیادہ سیاست آمیز اور بھاری بھرکم مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ مغرب کے لوگوں میں مشرق اور اسلام کے خلاف تعصب کی ایک طویل تاریخ ہے جو اورینٹلزم کی تحریروں میں منعکس ہوتی ہے۔ امریکہ میں ایسی کوئی صورت نہیں ہے جس میں ثقافت کے لحاظ سے امریکی لوگ اسلام اور عربوں سے موانست کر سکیں یا غیر جذباتی انداز میں مباحثہ کر سکیں۔ مشرقِ وسطیٰ کی پہچان اب بڑی طاقتوں کی سیاست، حکمتِ عملی، تیل کی معاشیات ہے، عرب آمریت پسند اور دہشت گرد ہیں جبکہ اسرائیلی جمہوری ہیں(۱۱) ایسی تمسخر آمیز تصاویر اور کارٹون منظر عام پر لائے جاتے ہیں جن میں اجتماعی غصہ، کمینگی، غربت، یا غیر منطقی اور جہادی بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک خوف پیدا کیا جاتا ہے کہ مسلمان عرب دنیا پر قبضہ کر لیں گے۔(۱۲)

حال ہی میں ڈنمارک (Denmark) کے اخبار ''جیلانڈز پوسٹن'' (Jyllands Posten) میں حضورِ اقدسؐ سے متعلق توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے اسلام اور حضرت محمدؐ کے تشخص کو مجروح کرنے اور تمسخر اڑانے کی جو کوشش کی گئی ہے وہ ایڈورڈ سعید کے ان بیانات کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ یہ اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں اسلام دشمنی کا کھلا اظہار ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان خاکوں کو مغرب کے کم و بیش ۴۵ ممالک میں، ۱۷۵ اخبارات میں شائع کیا گیا ہے اور تقریباً ۲۰۰ ٹی۔وی اسٹیشنوں سے نشر کر کے توہینِ رسالت کی مذموم کوشش کی گئی ہے، جو یقیناً اسلام اور حضورِ اقدسؐ سے متعلق مغرب کے تنگ نظر، متعصّبانہ اور منفی روّیے کی عکاسی ہے۔(۱۳)

ایڈورڈ سعید کے نزدیک یورپ اور امریکہ میں:

''مشرقِ وسطیٰ کے مطالعات کا ایک بہت بڑا منظّم سلسلہ ہے۔ یہ مفادات کا گڑھ ہے۔ ''معمر لوگوں''، ''دانشوروں'' یا ماہرین کا ایک جال ہے جو مشترکہ کاروباری اداروں، فاؤنڈیشنوں، تیل کمپنیوں، عیسائیت کے تبلیغی اداروں، فوج، غیر ملکی خدمات (سفارت)، خفیہ اطلاعات اور معاشرے کو علمی دنیا سے منسلک کیے ہوئے امدادی رقوم اور مالی معاوضے کی انجمنیں ہیں، تعلیمی و تحقیقی اداروں کا جال ہے، مراکز ہیں، شعبے اور ذیلی شعبے ہیں یہ تمام کے تمام اسلام، مشرق اور عربوں کے بارے میں چند بنیادی اور غیر مبتذل خیالات اور نظریات کو استناد دینے اور اس استناد کو قائم رکھنے کے لیے دن رات مصروف ہیں۔''(۱۴)

ظاہر ہے اسلام کے بارے میں یہ رویہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ مختلف قدیم وجدید مستشرقین کے ہاں بھی اس قسم کے بیانات ملتے ہیں جن سے اسلام کا تشخص مجروح ہو کر سامنے آتا ہے۔ مثلاً ایڈورڈ سعید نے ولیم میور (William Muir) کا وہ بیان درج کیا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ:

''محمدؐ کی تلوار اور ان کا قرآن، تہذیب، آزادی اور صداقت کے سب سے زیادہ ثابت قدم دشمن ہیں''(۱۵)

اسی طرح گرونیبام کے ایسے بیانات درج کیے ہیں جن سے اسلام کی ایک آمرانہ غیر تخلیقی اور غیر سائنسی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔ مثلاً:

''اسلام خلافِ انسان ترقی کے لیے نااہل ہے۔ خود شناسی و غیر جانبداری سے خالی، غیر تخلیقی و غیر سائنسی (غیر منطقی) اور آمرانہ ہے''، ''مسلمانوں کی تہذیب ایسا وجود ہے جو ہماری تمناؤں میں شریک نہیں ہے۔''، ''سب سے بڑھ کر یہ بات کہ یہ ایک ابتدائی وجود کی ذہنی قوت سے بھی محروم ہے۔''(۱۶)

ہنوز یہ صورت برقرار ہے یہاں تک کہ بقول ایڈورڈ سعید:

''سویت یونین کے خاتمے کے بعد دانشوروں لوگوں اور صحافیوں نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ پر یلغار کر دی ہے تا کہ وہ تشریق شدہ اسلام میں برائی کی نئی

سلطنت دریافت کرسکیں۔طباعتی ذرائع لگی بندھی باتوں سے بھرے پڑے ہیں جو'اسلام اور دہشت گردی' یا 'عرب اور تشدد' یا 'مشرق اور ظلم' کو باہم مربوط کرتے ہیں۔''(۱۷)

اس کی واضح مثال ہنٹنگٹن کی کتاب تہذیبوں کا تصادم (Clash of civilizations) ہے جو سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد شائع ہوئی اور جس میں اُس نے انہی پرانی عصبیتوں کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کے نزدیک اسلامی تہذیب کی تنگ نظری، آمریت اور جہالت کی وجہ سے اُس کا تصادم مغرب کی روشن خیال اور جمہوری تہذیب سے ناگزیر ہے وہ اسلام کو متشدد قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

''اسلام کی سرحدیں خونیں ہیں اسلام ابتداء ہی سے تلوار کا مذہب رہا ہے۔عدم تشدد کا تصور مسلم عقائد اور عمل میں نہیں پایا جاتا۔(۱۸)

شرق شناسی کی وجوہات میں مغرب کی استعماری خواہشات کے علاوہ ایڈورڈ سعید نے ایک اور بڑی دلچسپ وجہ بھی لکھی ہے جسے اقبال نے مُلّائیت کا نام دیا ہے:

''مستقبل میں شرق شناسی کی طرف سے کم وبیش معینہ شکل میں اسلام کے قائم رہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ مشرق میں اسلام پر اس کے مذہبی رہنماؤں کے لب ولہجہ کی اجارہ داری ہے اور اس طبقہ نے اسلام کو اپنی باتوں سے بدنام کر رکھا ہے اور اس طبقہ کا مسلمانوں کے ذہن پر قبضہ ہے۔(۱۹)

غرض مغربی علوم کی یہ شاخ مغربی سامراجی توسیع پسندی کا ایک آلہٗ ہے جس نے اسلام کی روح کو مسخ کرنے اور تصادم کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔فتح محمد ملک نے بالکل درست لکھا ہے کہ:

''سعید کے خیال میں مغرب نے مشرق پر غلبہ حاصل کرنے اور اپنے اِس غلبے کو دوام بخشنے کی خاطر یہ علم ایجاد کیا تھا۔بقول اقبال:

یہ علم ، یہ حکمت ، یہ سیاست ، یہ تجارت　　　جو کچھ ہے وہ ہے فکرِ ملوکانہ کی ایجاد

(ارمغانِ حجاز/کلیاتِ اقبال اردو،ص۳۰/۷۲۲)

مغربی ملوکیت کا دستگیر یہ علم مشرقی قوموں کے ماضی وحال کی اپنے سیاسی

ایجنڈے کی روشنی میں نئی تعبیر اور غلاموں کو غلامی پہ رضامند رکھنے کی تدبیر ہے۔ ایڈورڈ سعید مشرق کی قوموں کو یہ درس دیتے ہیں کہ وہ اس سامراجی آئیڈیالوجی کو رد کردیں، اپنے ماضی کی مسخ شدہ تصویروں کو قبول نہ کریں، اور اپنے ماضی کی بازیافت خود کریں۔ مغربی مشرق شناس مغرب کو اعلیٰ اور مشرق کو ادنیٰ ثابت کرتے ہیں۔ ایڈورڈ سعید کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ وہ خود شناسی کا راستہ اختیار کرکے اورئینٹلزم میں مغرب کی اس مرکزیت کی نفی کردیں اور اپنے ماضی کو اپنے حوالوں سے سمجھیں اور سمجھائیں۔''(۲۰)

اورئینٹلزم کے بارے میں کچھ اسی قسم کے خیالات اقبال کے تھے۔ اگرچہ اقبال مستشرقین کی ایسی آراء اور تصنیفات کو استحصان کی نظر سے دیکھتے تھے جن کا نقطۂ نظر منصفانہ و عالمانہ ہوتا تھا۔ مثلاً آرنلڈ کی وفات پر جو خط انہوں نے لیڈی آرنلڈ کو لکھا اس میں آرنلڈ کی عظمت اور دنیائے اسلام کے لیے ان کی خدمات کا تذکرہ بے حد عقیدت کے ساتھ کیا ہے۔ اقبال خود بھی مستشرقین سے استفادہ کرتے تھے اور استفادہ کا مشورہ بھی دیتے تھے تاہم بحیثیت مجموعی وہ مستشرقین کے کاموں سے مطمئن نہ تھے۔ مثلاً لکھتے ہیں:

''یورپین کتابوں میں سے اکثر بلاشبہ خاص اغراض ومقاصد کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہیں (مثلاً تبلیغی، سیاسی، تجارتی وغیرہ) تاہم ان کتابوں میں کہیں کہیں آپ کو اپنے مضمون سے متعلق نہایت مفید معلومات ملیں گی۔''(۲۱)

''جہاں تک اسلامی ریسرچ کا تعلق ہے فرانس، جرمنی، انگلستان اور اٹلی کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کے مقاصد خاص ہیں۔ جن کو عالمانہ تحقیق اور احقاقِ حق کے ظاہری طلسم میں چھپایا جاتا ہے (ڈسکورس کی اصطلاح کو ذہن میں لائیے) سادہ لوح مسلمان طالب علم اس طلسم میں گرفتار ہوکر گمراہ ہو جاتا ہے۔''(۲۲)

''یورپین مستشرقین نے اسلامی تاریخ، لسانیات، مذہب اور ادب کے میدانوں میں بلاشبہ بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسلامی فلسفہ بھی ان کی توجہ سے فیض یاب ہوا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑے گا کہ فلسفہ میں جو کام ہوا ہے وہ

مجموعی طور پر سطحی نوعیت کا ہے اور اکثر اِس بات کی غمازی کرتا ہے کہ لکھنے والا نہ صرف اسلامی بلکہ یورپی فکر سے ناآشنا اور ناواقف ہے۔'' (۲۳)

مستشرقین اور مغربی استعمار کے تعلق کے حوالے سے اقبال کا وہ بیان بے حد اہم ہے جس میں آرنلڈ اور براؤن سے عقیدت کے باوجود انہیں استعمار کا دست و باز و قرار دیا ہے۔ اقبال فرماتے ہیں:

''آرنلڈ کا اسلام سے کیا تعلق۔ ''دعوتِ اسلام'' اور اس جیسی کتابوں پر مت جاؤ۔ انہوں نے جو کچھ کیا انگلستان کے مفاد کے لیے کیا۔ جب میں انگلستان میں تھا تو آرنلڈ نے مجھے براؤن کی تاریخ پر کچھ لکھنے کی فرمائش کی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ مجھے اس قسم کی تصنیفات میں انگلستان کا مفاد کام آتا نظر آتا تھا۔ دراصل یہ بھی ایک کوشش تھی ایرانی قومیت کو ہوا دینے کی۔ تاکہ ملتِ اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ مغرب میں فرد کی زندگی صرف ملک کے لیے ہے اور وطنی قومیت کا تقاضا بھی ہے کہ ملک و قوم کو ہر بات پر مقدم رکھا جائے۔ لہٰذا آرنلڈ کو مسیحیت سے غرض تھی نہ اسلام سے بلکہ سیاسی اعتبار سے دیکھا جائے تو آرنلڈ کیا ہر مستشرق کا علم و فضل ہی وہی راستہ اختیار کر لیتا ہے جو مغرب کی ہوسِ استعمار اور شہنشاہیت کے مطابق ہو۔ ان حضرات کو بھی شہنشاہیت پسندوں اور سیاست کاروں کا دست و باز و تصور کرنا چاہیے۔'' (۲۴)

اقبال مستشرقین کے علم و فضل سے استفادہ کے باوجود ان کی حدود اور ملوکانہ اغراض و مقاصد سے واقف تھے بلکہ جدید اصطلاح میں تو وہ اس ''ڈسکورس'' (اقبال کے لفظوں میں عالمانہ تحقیق اور احقاقِ حق کے ظاہری طلسم) کی حقیقت کو بھی سمجھتے تھے جس کا پردہ عہدِ جدید میں ایڈورڈ سعید نے چاک کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر دم تک ان کی یہی کوشش رہی کہ کسی طرح اسلام اور اسلامی تہذیب کی حقیقی سائنسی روح کو اُجاگر کیا جائے (مثلاً خطبہ ''اسلامی ثقافت کی روح'')۔ ان کی خواہش تھی کہ مسلمان مغربی علوم سے استفادہ تو کریں لیکن بہت احتیاط کے ساتھ اور ناقدانہ نظر سے۔ تاکہ وہ اس کے ظاہری طلسم (ڈسکورس) میں گرفتار نہ ہو۔ اسلام اور مغرب کو ایک دوسرے کے قریب لانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ صرف مسلمان مستشرقین کے ڈسکورس یا ظاہری طلسم کو سمجھیں اور اسلام کی حرکی مساوات پر مبنی روح کو اجاگر کریں بلکہ مستشرقین بھی اسلام کے معاملے میں انصاف سے کام لیں۔

حواشی

1. Said, Edward, W.,"Orientalism", Penguin Books, India, 2001, PP.25,26(Afterword)
2. Ibid. PP.9,7,300
3. Ibid. PP.8
4. Ibid. PP.7
5. Ibid. PP.8
6. Ibid. PP.6
7. Ibid. PP.7
8. Ibid. PP.11
9. Ibid. PP.26
10. Ibid. PP.300
11. Ibid. PP.26
12. Ibid. PP.287

۱۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

مضمون ''توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور مغرب کا روّیہ''، از سفیر احمد صدیقی، (لیفٹیننٹ کرنل ، ر)، روزنامہ جنگ، ملتان، جلد۴، شمارہ ۱۴۲، ۱۴ مارچ ۲۰۰۶ء، ص۸؛

14. Said,Edward,W.,"Orientalism", PP.301,302
15. Ibid. PP.282
16. Ibid. PP.151
17. Ibid. PP347
18. Huntington, "The clash of civilizations and the remaking of world order" simon and schustr, New york 1997. PP 258 ,263
19. Said,Edward,W.,"Orientalism", PP.288

۲۰۔ ملاحظہ کیجیے: پیش لفظ، از فتح محمد ملک، مشمولہ ''شرق شناسی (از ایڈورڈ سعید)، ترجمہ، محمد عباس، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء

(استشراق کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی (۱۹۲۶ء۔۱۹۹۲ء) نے بھی اپنے تحقیقی مقالے'' اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقینِ مغرب کا اندازِ فکر'' میں کیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ شعبۂ علومِ اسلامیہ جامعہ کراچی میں ۱۹۸۰ء میں پی۔ ایچ

۔ڈی کے لیے پیش کیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں ڈگری دی گئی ۔۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ اس میں اورئینٹل ازم کا تجزیہ اسلام اور مغرب کے تاریخی تناظر میں کیا گیا ہے۔ مغرب کا پس منظر، ریاست اسلامیہ کی توسیع اور عہدِ وسطیٰ کا مغرب، مغرب کا ردِ عمل، اسلامی اقدار کے خلاف اقدامات، نظریاتی حملوں کا جائزہ لیتے ہوئے مستشرقین کی ابتدا، عالمِ اسلام سے علمی استفادہ، مستشرقین کی علمی کاوشوں کا جائزہ، اسلام، قرآن اور حیاتِ طیبہ پر کیے جانے والے اعتراضات اور مسخ کردہ حقائق کا تجزیہ کر کے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں مستشرقین مغرب کے اندازِ فکر پر تنقید کی گئی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی ایڈورڈ سعید کے ہم اثر ہیں۔ ایڈورڈ سعید ہی کی طرح استشراق ان کا میدان ہے۔ یہ کتاب کم وبیش ایڈورڈ سعید کی ''اورئینٹل ازم'' کے دور میں لکھی گئی۔ یہ کتاب بھی اورئینٹل ازم کی طرح استشراق کا ایک فکر انگیز مطالعہ پیش کرتی ہے۔ وہ مدلل انداز میں مغرب اور اسلام کے تاریخی وثقافتی اور سیاسی پس منظر میں استشراق کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''مستشرقین کا وجود کوئی اتفاقی امر نہیں تھا۔ وہ ایک ایسے معاشرے کے ذمے دار اصحابِ فکر تھے جو صدیوں سے عالمِ اسلام کے ساتھ حالتِ جنگ میں مبتلا تھا۔ جس نے اپنی کمزوریوں کی تشخیص کر لی تھی اور جسے دشمنوں کی برتری کے راز معلوم ہو چکے تھے۔ جس نے اپنی کمزوری رفع کرنے اور دشمن پر برتری حاصل کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کر کے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا تھا۔ علومِ شرقیہ کا مطالعہ اسی جنگی منصوبے کا ایک اہم حصہ تھا۔ مستشرقین اس منصوبے کے اہم کارکن تھے۔ وہ روحانی حروبِ صلیبیہ کے ہراول دستے تھے جن کا فرض یہ تھا کہ وہ دشمن کے خزانوں سے اپنے ملک کو مالا مال کریں اور ان کمزور مقامات کو دریافت کریں جہاں سے دشمن پر حملہ آور ہوا جا سکے اور ان مستحکم مقامات کی نشاندہی کریں جدھر سے نقصانات یقینی ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ حالات کے ساتھ ساتھ مستشرقین کا دائرۂ کار بھی وسیع ہوتا چلا گیا۔ انہوں نے نہ صرف نظریاتی ضرورت کے لیے مواد فراہم کیا بلکہ ان کی مساعی کی بدولت مغرب کو سیاسی اور اقتصادی سہولتیں بھی میسر ہوئیں۔ مستشرقین نے ایشیا اور افریقہ کی

تہذیبوں اوران کے علوم پر بڑی بڑی تحقیقات کیں۔قبلِ تاریخ کی گمشدہ تہذیبوں کا سراغ لگایا،مردہ زبانوں کو معنی دیئے،تاریخِ انسانی کی گمشدہ کڑیاں فراہم کیں،دنیا کی ہرزبان کے علمی خزانے اپنی زبان میں منتقل کیے،ان کی تحقیقات اور کاوشوں کا موجودہ علوم کے ارتقاع میں ناقابل فراموش حصہ ہے۔لیکن ان سب کے باوجود یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے جو اپنی تاسیس کے اعتبار سے اسلام سے سرد جنگ لڑنے کے لیے مختص تھے جبھی تو ریمنڈلل نے کلیسا کو دعوت دی تھی کہ علوم شرقیہ کے مطالعے کو روحانی صلیبی جنگ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے۔''

مندرجہ بالا بیانات کی تصدیق کے لیے دیکھئے:

عبدالقادر جیلانی، ڈاکٹر، اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقینِ مغرب کا اندازِ فکر،مرتبہ، آصف اکبر، بیت الحکمت،لاہور،۲۰۰۵ء،ص۱۷۰)،

۲۱۔ اقبال۔اقبال نامہ مرتبہ شیخ عطاء اللہ (طبع نو،تصحیح وترمیم شدہ ایڈیشن، یک جلدی اشاعت)،اقبال اکادمی پاکستان،لاہور۲۰۰۵ء،ص۵۵۷۔

۲۲۔ ایضاً، ص۲۹۶

۲۳۔ اقبال۔مقالاتِ اقبال (''حکمائے اسلام کے عمیق تر مطالعے کی دعوت'')،مرتبہ عبدالواحد معینی،سید،آئینہ ادب،لاہور،ص۳۳۴

۲۴۔ اقبال۔مکتوباتِ اقبال بنام نذیر نیازی،مرتبہ، نذیر نیازی، سیّد،اقبال اکادمی پاکستان، کراچی ۱۹۵۷ء، ص۹۶،۹۷۔